

سپریم کورٹ کی رپورٹ

10 فروری 1961ء

ازعدالت الاعظمیٰ

دی امل گمیٹیڈ کول فیڈس لمیٹیڈ و دیگران

بنام

دی جنا پاڑہ سبھا، چھندوارہ

(بی۔ پی۔ سنہا، چیف جسٹس، ایس۔ کے۔ داس، اے۔ کے۔ سرکار، کے۔ سی۔ داس گپتا
اور این۔ راجا گوپال ایا نگر، جسٹسز)

کونلہ ٹیکس - قانونی حیثیت - مقامی مقننہ اس طرح کے مقامی اتھارٹی کے ذریعے محصول کی
جائز دیتا ہے - قانون سازی کی اہلیت - مرکزی صوبہ لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ 1920 (سی پی
4 آف 1920)، دفعہ 51 - گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1915 (5 اور 6، Geo, 5،
Ch. 61)، دفعات 80 اے (3)، 81 (1) (3)، 84 (2) - گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ،
1935 (Geo, 52، Ch. 61)، دفعہ 143 - آئین ہند، دفعہ 227 -

وسطی صوبوں کے لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ 1920 کی دفعہ 51 کے تحت ضلع کونسل کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ دفعات 24، 48، 49 اور 50 میں بیان کردہ ٹیکسوں کے علاوہ کوئی بھی ٹیکس، ٹول یا شرح عائد کر سکتی ہے۔ 12 مارچ 1935 کو ایک آزاد کان کنی لوکل بورڈ نے اس علاقے میں کام کیا جس میں درخواست گزار کچھ کانوں میں کام کر رہے تھے، اور اسے ضلع کونسل کے تمام اختیارات تفویض کرنے کے بعد، کانوں میں تیار ہونے والے کونلے، کونلے کی دھول اور کوک پر ٹیکس لگانے کا فیصلہ کیا گیا۔ درخواست گزاروں کو ان کی کانوں سے کونلہ بھیننے کے لئے ان کی طرف سے واجب الادا ٹیکس کے طور پر کچھ رقم ادا کرنے کے لئے مطالبہ کے نوٹس جاری کیے گئے تھے، انہوں نے ٹیکس کی وصولی کی قانونی حیثیت کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ (1) ایکٹ جس نے دفعہ 51 کے تحت ٹیکس لگانے کا اختیار دیا تھا، کو چیلنج کیا۔ گورنر جنرل کی سابقہ منظوری کے بغیر مقامی مقننہ کے ذریعہ منظور کیا گیا تھا، جس سے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1915 کی دفعہ 80 اے (3) کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اور اگر یہ پایا جاتا ہے کہ یہ ایکٹ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1919 کے نافذ ہونے سے پہلے ہی قانونی طور پر منظور کیا گیا تھا، جس نے 1915 کے ایکٹ میں دفعہ 80 اے متعارف کروائی تھی، دفعہ 51 کے تحت ٹیکس لگانے کا اختیار صرف 1935 میں استعمال کیا گیا تھا اور اس تاریخ تک دفعہ 80 اے کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1915 میں شامل کیا گیا تھا اور اس کے بعد گورنر جنرل کی سابقہ منظوری کے بغیر ٹیکس کا کوئی قانونی نفاذ نہیں کیا جاسکتا تھا، (2) وہ دفعہ 51 مرکزی صوبوں کے لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ 1920، اس کی زبان اور اس دفعہ میں مذکور دیگر دفعات کے تناظر میں، کونلہ ٹیکس کی نوعیت کے ٹیکس کی وصولی کا اختیار نہیں دیتا تھا، اور (3) یہ کہ، کسی بھی صورت میں، حکومت ہند ایکٹ 1935 کے نافذ ہونے کے بعد، ٹیکس قانونی طور پر قابل قبول نہیں تھا، اور آئین ہند کے بارے میں، کیونکہ اس طرح کا ٹیکس صرف مرکزی حکومت کے ذریعہ عائد کیا جاسکتا ہے۔

(1) مرکزی صوبہ لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ، 1920، گورنر جنرل کی منظوری حاصل کرنے کے بعد، حکومت ہند ایکٹ 1913 کی دفعہ 80 اے (3) اور دفعہ 84 (2) کی شق میں بچت کی شقوں کے پیش نظر اس کے جواز کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(2) یہ کہ مرکزی صوبوں کے لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ، 1920 کی قانونی حیثیت، جب نافذ کی جاتی ہے، تو حکومت ہند ایکٹ 1915 کے تحت کسی اعتراض کے لئے کھلا نہیں ہوتا ہے، مؤخر الذکر ایکٹ میں بعد میں کی جانے والی کوئی بھی ترمیم کسی بھی طرح سے اس کے مستقل جواز اور عمل کو متاثر نہیں کر سکتی ہے۔

(3) 1920 کے ایکٹ کی دفعہ 51 کی مناسب تعمیر پر کونٹہ ٹیکس کی وصولی مقامی اتھارٹی کے دائرہ کار سے باہر نہیں ہے۔

(4) حکومت ہند ایکٹ 1935 اور دستور ہند کے نافذ ہونے کے بعد بھی زیر بحث ٹیکس کی مسلسل وصولی 1935 کے ایکٹ کی دفعہ 143 اور آئین کے آرٹیکل 227 کے تناظر میں درست ہے۔

اصل دائرہ اختیار: 1959 کی پٹیشن نمبر 31۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت عرضی۔

درخواست گزاروں کی طرف سے اٹارنی جنرل آف انڈیا ایم سی سیٹلووا، ایس این اینڈ لے، جے بی دادا پنچی، رامیشور ناتھ اور پی ایل دوہرا شامل ہیں۔

جواب دہندہ کے لئے بی سین اور آئی این شروف۔

10 فروری 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ایانگر۔ یہ درخواست آرٹیکل 32 کے تحت دائر کی گئی ہے جس میں درخواست گزاروں کے مطالبے کی دو شرائط کے جواز کو مسترد کیا گیا ہے جس میں انہیں مدعا علیہ کی طرف سے "کوئلہ ٹیکس" کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو مرکزی صوبوں اور برار لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1948 (سی پی اینڈ بیرار ایکٹ XXXVIII آف 1948) کے تحت تشکیل دیا گیا ایک مقامی بورڈ ہے۔ چیلنج کی بنیاد یہ ہے کہ ٹیکس لگانے کے لئے کوئی قانون سازی کا اختیار نہیں تھا اور اس کے نتیجے میں آرٹیکل 1(1) (ایف) اور (جی) کے تحت درخواست گزاروں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔

شروع میں ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب جس ٹیکس پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ مقامی اتھارٹی کی جانب سے 12 مارچ 1935 سے عائد کیا گیا ہے اور پہلی بار جب اس کی قانونی حیثیت پر حملہ کیا گیا تھا تو وہ صرف 1957 میں تھا، حالانکہ اگر درخواست گزار اپنی دلیلوں میں درست ہیں تو ان کی رضامندی خود انہیں ریلیف دینے سے انکار کرنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم درخواست کی حمایت میں فاضل اٹارنی جنرل کی طرف سے اٹھائے گئے نکات بیان کریں، اگر ہم اس ٹیکس کے نفاذ کی تاریخ کو مختصر طور پر بیان کریں تو یہ آسان ہوگا۔

سنٹرل پروونس لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ 1920 (سی پی ایکٹ IV آف 1920) کی دفعہ 51، جسے بعد میں ایکٹ کے طور پر حوالہ دیا جائے گا، چل رہا ہے:

”51(1) فی الحال نافذ العمل کسی قانون یا قانون سازی کی شق کے تابع، ضلع کونسل، اس مقصد کے لئے بلائے گئے خصوصی اجلاس میں موجود کم از کم دو تہائی ارکان کی اکثریت سے منظور کردہ قرارداد کے ذریعہ، دفعات 24، 48، 49 اور 50 میں بیان کردہ کے علاوہ کوئی بھی ٹیکس، ٹول یا شرح

عائد کر سکتی ہے،

(2) ذیلی دفعہ (1) کے تحت کسی بھی ٹیکس، ٹول یا شرح کا پہلا نفاذ مقامی حکومت کی سابقہ

منظوری سے مشروط ہوگا۔

درخواست گزار ضلع چھند واڑہ میں واقع کچھ کانوں پر کام کر رہے ہیں اور کانوں کے احاطہ والے علاقے کے لئے 1926 میں یا اس کے آس پاس ایک آزاد کان کنی مقامی بورڈ تشکیل دیا گیا تھا اور اس طرح کے بورڈ اس ایکٹ کے تحت لوکل بورڈ کی تعریف میں شامل ہیں اور انہوں نے انہیں ضلع کونسل کے تمام اختیارات تفویض کیے ہیں۔ اس کان کنی بورڈ نے مقامی حکومت کی سابقہ منظوری حاصل کرنے کے بعد 12 مارچ 1935 کو قانون کی دفعہ 51 (1) کے تحت مندرجہ ذیل شرائط میں کوئلہ، کوئلہ دھول اور کوک پر ٹیکس عائد کرنے کی قرارداد منظور کی:

یہ ٹیکس کانوں میں تیار کوئلے، کوئلے کی دھول یا کوک پر فی ٹن تین پائی کی شرح سے لگایا جائے گا، جو ریل کے ذریعہ برآمد کے لئے فروخت کیا جاتا ہے یا آزاد کان کنی لوکل بورڈ کے علاقائی دائرہ اختیار میں ریل کے ذریعہ برآمد کے علاوہ کسی اور طریقے سے فروخت کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سے ٹیکس لگایا اور جمع کیا جاتا رہا ہے۔

لوکل سیلف گورنمنٹ ایکٹ 1920 کو مرکزی صوبوں اور بیرار لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1948 کے ذریعہ منسوخ اور دوبارہ نافذ کیا گیا تھا، لیکن اس پر کچھ بھی نہیں ہوا، کیونکہ بعد میں ہونے والے قانون سازی اور بعد میں کی جانے والی کچھ ترامیم میں منسوخ شدہ قانون کے تحت تشکیل دیئے گئے لوکل بورڈز کو برقرار رکھنے اور 1948 کے ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ پر نافذ ٹیکسوں اور سبسوں کو جاری رکھنے کی دفعات شامل ہیں۔ مدعا علیہ، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے 1948 کے ایکٹ کے تحت تشکیل دیا گیا تھا اور تسلیم شدہ طور پر آزاد کان کنی بورڈ کا جانشین ہے جس نے 12 مارچ 1935 کی اپنی قرارداد کے ذریعہ ٹیکس

عائد کیا تھا، اور قانونی طور پر اس لیوی کو جاری رکھنے کا حق دار ہے اگر اصل نفاذ درست تھا۔ اس مرحلے پر صرف ایک اور بات کا ذکر نا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ڈیوٹی کی شرح، جیسا کہ پہلے نکالی گئی قرار داد سے معلوم ہوتا ہے، 1935 میں نافذ کیے جانے پر 3 پیسے فی ٹن تھی، جسے مقامی باڈی نے 1949 میں بڑھا کر 9 پیسے فی ٹن کر دیا تھا، یہ وہ شرح ہے جو اب بھی برقرار ہے 23 اگست 1958 کو مدعا علیہ سبھا کے چیف ایگزیکٹو آفیسر نے پہلے اور دوسرے درخواست گزاروں کو مطالبہ کے نوٹس جاری کیے جن میں ان سے کہا گیا کہ وہ یکم جنوری 1958 سے 30 جون 1958 تک اپنی متعلقہ کانوں سے کونٹہ بھیجنے پر بالترتیب 21,898.64 روپے اور 11,838.09 روپے کی رقم ادا کریں۔ یہ ان نوٹسوں کی صداقت ہے جو اس عرضی میں مسترد کی گئی ہے۔

فاضل اٹارنی جنرل کے دلائل تین تھے:

(1) آزاد کان کنی بورڈ کی طرف سے ٹیکس کی وصولی 1935 میں اس کے اصل نفاذ کی تاریخ پر غیر قانونی تھی، اور اس کے نتیجے میں مدعا علیہ سبھا اس کے جانشین سے اسے جاری رکھنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں کیا۔

(2) یہ فرض کرتے ہوئے کہ لیوی اصل میں لگائے جانے پر درست تھی، پہلے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 اور بعد میں 1950 میں آئین ہند کے نفاذ کے بعد یہ قانونی نہیں رہا، جس کے تحت زیر بحث ٹیکس یا اس کے کچھ حصے مرکزی یا مرکزی حکومت کے ذریعہ خصوصی طور پر قابل وصول ہو گئے تھے اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 143 اور اس کے بعد آئین کے آرٹیکل 277 میں پہلے سے موجود ٹیکسوں کی بچت کا احاطہ نہیں کیا جائے گا۔

(3) مزید یہ فرض کرتے ہوئے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ 143 میں شامل شق ٹیکس کا احاطہ کرتی ہے، اس کے ذریعہ فراہم کردہ تحفظ یا اس کے ذریعہ فراہم کردہ تسلسل، صرف پانی فی

ٹن کی شرح سے ٹیکس کیلئے ہے جو اس سے پہلے رائج ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ (یکم اپریل 1937) کے آغاز اور 1949 میں 9 پائی فی ٹن کی شرح میں اضافے نے لیوی اور مطالبہ کو یا تو مکمل طور پر یا کم از کم جزوی طور پر غیر قانونی قرار دیا۔

اب ہم ان نکات سے اسی ترتیب سے نمٹیں گے:

(1) آزاد کان کنی بورڈ کی جانب سے 12 مارچ 1935ء کی قرارداد کے ذریعے ٹیکس کا نفاذ غیر قانونی تھا۔ اس کو تین مختلف بنیادوں پر ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی:

(الف) ٹیکس کی وصولی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1915 کی دفعہ 80 اے (3) کی خلاف

ورزی ہے۔ دفعہ 80 اے (3) نافذ کی گئی ہے، جس میں صرف جزوی مواد کا حوالہ دیا گیا ہے:

”کسی بھی صوبے کی مقامی مقننہ گورنر جنرل کی سابقہ منظوری کے بغیر کوئی قانون نہیں بنا سکتی یا اس پر غور نہیں کر سکتی ہے۔“ (الف) کوئی نیا ٹیکس عائد کرنا یا اس کے نفاذ کا اختیار دینا جب تک کہ ٹیکس ایک ایسا ٹیکس نہ ہو جو اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے ذریعہ اس شق سے مستثنیٰ ہو۔ یا.....“

اب جن ٹیکسوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ شیڈول ٹیکس رولز کے شیڈول میں شامل نہیں ہیں اور اس لئے ٹیکس لگانے کی اجازت دینے والے بل پر غور کرنے سے پہلے گورنر جنرل کی سابقہ منظوری کی ضرورت تھی۔ اور وہ ایکٹ جس کی دفعہ 51 کے تحت ٹیکس لگانے کی اجازت دی گئی تھی، مقامی مقننہ نے حکومت کی سابقہ منظوری حاصل کیے بغیر منظور کیا تھا۔

اس دلیل کو پیش کرتے ہوئے دائر کی گئی عرضی اس بنیاد پر آگے بڑھتی ہے کہ یہ قانون گورنمنٹ

آف انڈیا ایکٹ 1919 کے بعد منظور کیا گیا تھا، جس کے ذریعہ 1915 کے ایکٹ میں دفعہ 80 اے

متعارف کرائی گئی تھی۔ اگر یہ صحیح موقف تھا، تو دفعہ 80 اے (3) کی شرط یہ ہے:

بشرطیکہ مقامی مقننہ کے ذریعہ بنائے گئے کسی ایکٹ کی شق یا اس کے بعد گورنر جنرل کی طرف سے اس ایکٹ کی تعمیل میں منظوری دی گئی ہو، صرف اس وجہ سے غیر قانونی نہیں سمجھا جائے گا کہ اس ایکٹ کے تحت گورنر جنرل کی سابقہ منظوری کی ضرورت ہوتی ہے۔

مذکورہ اعتراض کا مکمل جواب ہوگا، کیونکہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1915 کے تحت، 1919 میں اس کی ترمیم سے پہلے اور بعد میں، مقامی قانون ساز کونسل کے ذریعہ منظور کردہ ہر بل، گورنر کی منظوری حاصل کرنے کے بعد، گورنر جنرل کو بھیجا جاتا تھا اور بعد میں اس کی منظوری کے بعد ہی قانون بن سکتا تھا (ایکٹ کی دفعہ 81(1) اور (3) دیکھیں)۔ گورنر جنرل کی جانب سے اس دفعہ کے تحت اس قانون کو منظوری دینے پر کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ شرط میں شامل بچت یہ ہے، یہ نوٹ کیا جانا چاہئے، اس کے علاوہ عام بچت میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ 84(2) شامل ہے (صرف مادی الفاظ کو پڑھنے کے لئے): "... کسی بھی ایکٹ کا جواز... کوئی بھی مقامی مقننہ کسی بھی قانونی کارروائی میں اس بنیاد پر سوال کرنے کے لئے کھلی نہیں ہوگی کہ یہ ایکٹ متاثر کرتا ہے... ایک مرکزی موضوع جو وسیع پیمانے پر درآمد کا حامل ہے اور اس طرح کی قانون سازی کی اہلیت کے تمام سوالات کو ہٹانے کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے جو اب عدالتوں کے دائرہ کار سے پیش کیا گیا ہے۔

تاہم، دلائل کے مرحلے میں، یہ پایا گیا کہ یہ ایکٹ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1919 کے نافذ ہونے سے پہلے ہی قانون بن گیا تھا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دفعہ 80 اے (3) کی بنیاد پر عرضی میں اٹھائے گئے اعتراض پر زور نہیں دیا جاسکا۔ اس ایکٹ کے آغاز سے یہ معلوم ہوا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1915 کی دفعہ 79(2) کے تحت مقامی مقننہ میں اس اقدام کو متعارف کرانے کے لئے گورنر جنرل کی سابقہ منظوری حاصل کی گئی تھی یعنی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں دفعہ 80 اے (3) متعارف کرانے سے پہلے، 1919ء میں اس کا نفاذ عمل میں آیا۔

لہذا فاضل اٹارنی جنرل نے اپنی دلیل میں ترمیم کی اور اسے اس شکل میں پیش کیا: اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ایکٹ کی دفعہ 51 نافذ کی گئی تھی تو یہ مقامی مقننہ کے دائرہ اختیار میں تھا۔ لیکن اس دفعہ کے ذریعے ٹیکس لگانے کا اختیار صرف 1935 میں استعمال کیا گیا تھا اور اس تاریخ تک حکومت ہند کے ایکٹ میں دفعہ 80 اے کو شامل کیا گیا تھا اور اس کے بعد گورنر جنرل کی سابقہ منظوری کے بغیر ٹیکس کا کوئی قانونی نفاذ نہیں کیا جاسکتا تھا، جو شیڈول ٹیکس رولز میں شامل نہیں تھا۔ ہم اس دلیل کو مکمل طور پر بغیر کسی طاقت کے سمجھتے ہیں۔ اس ایکٹ کی دفعہ 51 کی صداقت، جب حکومت ہند ایکٹ 1915 کے تحت کسی اعتراض کے لئے کھلا نہیں تھا 1915 کے ایکٹ کے ذریعہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1915 میں کی گئی ترمیم نے کسی بھی طرح سے، یا کسی بھی حد تک، واضح طور پر یا یہاں تک کہ اس دفعہ کے مسلسل جواز اور عمل کو متاثر نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ دفعہ 80 اے (3) کا تعلق صرف اس شق کے نافذ ہونے کے بعد قانون بنانے کی ابتدائی شرائط طے کرنے سے تھا اور ایک بار قانون بننے اور نافذ ہونے کے بعد، بلوں کو راعب کرنے کے لئے طے شدہ طریقہ کار کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ، تمام تنازعات کو ختم کر دیا گیا ہے اور اس قسم کی کسی بھی دلیل کو شیڈول ٹیکس رولز کے قاعدہ کے ذریعہ روک دیا جاتا ہے جو چل رہا ہے:

ان قوانین میں سے کوئی بھی چیز مقامی اتھارٹی کے اس حق کو متاثر نہیں کرے گی کہ وہ سابقہ منظوری کے بغیر یا مقامی حکومت کی سابقہ منظوری کے بغیر ٹیکس عائد کرے جب یہ حق فی الحال نافذ العمل کسی قانون کے ذریعہ اسے دیا گیا ہو۔

لہذا اس درخواست کو مسترد کیا جانا چاہیے کہ ایکٹ کی دفعہ 51 کے تحت حاصل اختیارات سے پہلے گورنر جنرل کی سابقہ منظوری حاصل کی جانی چاہیے یا پھر نئی قانون سازی ہونی چاہیے۔

(بی) اس عنوان کے تحت جو دوسرا معاملہ تجویز کیا گیا تھا وہ ایکٹ کی دفعہ 51 کے ابتدائی

الفاظ کے معنی پر مبنی تھا: "فی الحال نافذ العمل کسی بھی قانون یا قانون کی فراہمی کے تابع"۔ یہ تجویز دی گئی تھی کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ 80 اے (3) میں موجود شق اور اس دفعہ کے تحت بنائے گئے شیڈول ٹیکس رولز "فی الحال نافذ العمل ایک قانون" تشکیل دیتے ہیں جس کے تحت ٹیکس لگانے کا اختیار مشروط ہے۔ سب سے پہلے، یہ واضح ہے کہ اس طرح کا قانون جو دفعہ 80 اے (3) میں پایا جاتا ہے جس میں مقامی مقننہ کے مستقبل کے ایکٹ کو نافذ کرنے کے لئے ایک طریقہ کار تجویز کیا گیا ہے، ان الفاظ میں سمجھا نہیں جاسکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا بھی ہے، تو شیڈول ٹیکس رولز کے قاعدہ 5 کے سامنے، تجویز کردہ تعمیرات کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی ہے۔

(سی) ٹیکس کے اصل نفاذ کے جواز پر اختلاف کرنے کی آخری وجہ، ایکٹ کی دفعہ 51 کو اس کی زبان پر اور اس دفعہ میں مذکور دیگر دفعات کے تناظر میں، "کوئلہ ٹیکس" کی نوعیت کے ٹیکس یا سیس لگانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے مکمل طور پر قاصر ہیں۔ دفعہ 51 کے متعلقہ الفاظ یہ ہیں:

دفعات 24، 48، 49 اور 50 میں متعین ٹیکس کے علاوہ کوئی بھی ٹیکس، ٹول یا شرح عائد کی

جائے۔

یہ تجویز نہیں کی گئی ہے کہ "کوئلہ ٹیکس" طے شدہ کسی بھی دفعہ میں مخصوص ہے، اور لہذا کوئی اور ٹیکس عائد کرنے کا اختیار تھا جس میں وہ بھی شامل ہے جسے اب مسترد کر دیا گیا ہے۔ تاہم فاضل اٹارنی جنرل نے تجویز دی کہ جس ٹیکس کی منظوری دی گئی ہے وہ اب بھی کسی حد تک دوسرے طبقوں میں بیان کردہ ٹیکسوں کی طرح ہونا چاہئے، حالانکہ ان سے مماثلت نہیں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے، الفاظ کے سامنے "ان کے علاوہ..." منفرد ہونے کے اصول کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور اگر ایسا ہے تو وضع کے کسی بھی اصول کو "کوئلہ ٹیکس" کو مقامی اتھارٹی کے دائرہ کار سے خارج نہیں کیا جاسکتا ہے۔

لہذا ہمارا ماننا ہے کہ 1935 میں اس ٹیکس کا اصل نفاذ درست تھا۔

(2) اگلا سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 اور آئین کے نافذ ہونے کی وجہ سے ٹیکس قانونی طور پر عائد ہونا بند ہو گیا ہے؟ یہ دونوں آئینی قانون واضح دفعات پر مشتمل ہیں جس کے تحت ٹیکس، سیز، وغیرہ، جو پہلے قانونی طور پر مقامی حکام نے اپنے مقامی علاقوں کے مقاصد کے لیے لگائے تھے، انہی مقاصد کے لیے جمع کیے جانے اور لاگو کیے جاسکتے ہیں، اس کے باوجود کہ وہ ٹیکس اس کے بعد لاگو ہو سکتے ہیں۔ صرف مرکزی یا مرکزی حکومت کی طرف سے عائد کیا جائے گا، جیسا کہ معاملہ ہو (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کی دفعہ 143، اور آئین کے آرٹیکل 277 کے ذریعے)۔ اس لیے یہ اعتراض کہ "کول ٹیکس" یا اس کے کچھ اجزاء، صرف مرکزی حکومت یا مرکزی حکومت کے ذریعے ہی عائد کیے جاسکتے تھے، ٹیکس کی مسلسل درستگی اور قابلیت کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر ٹیکس صوبائی یا ریاستی فہرست میں آتا ہے، تو یہ محصول گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے سیکشن 292 اور آئین کے آرٹیکل 372 کے تحت درست ہوگا یہاں تک کہ دفعہ 143 میں خصوصی پروویژن کی مدد کے بغیر بھی۔ آرٹیکل 277۔ ان تحفظات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاضل اٹارنی جنرل نے اس معاملے پر سنجیدگی سے بات نہیں کی۔

(3) آخری نکتہ جس پر زور دیا گیا وہ 1949 میں ٹیکس کی شرح میں 9 پائی فی ٹن تک اضافے کی درستگی کے حوالے سے تھا، یعنی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے آغاز کے بعد اس اعتراض کا اشارہ بھی نہیں دیا گیا تھا۔ درخواست اب ہمارے سامنے ہے، اور ہم نے درخواست گزاروں کو نکتہ اٹھانے کی اجازت دینا مناسب نہیں سمجھا۔

نتیجہ یہ ہے کہ درخواست ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔